بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹر محمود الحسن عارف ☆

سیرت نگاران سرور عالم ﷺ

﴿۲﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (۱۰ ق ھ۔ ۹۱ ھ) بطور سیرت نگار

اگر آنحضور ﷺ سے کمال درجے کی محبت فنائیت کے درجے تک پہنچنے والی خدمت اور قربانی کی آخری منزل کے درجے کی اطاعت کو جمع کر دیا جائے تو جس ہستی کا تصور سامنے آتا ہے وہ خادم نبوی ﷺ حضرت انس بن مالکؓ کی ہے۔

حضرت انسؓ بن مالک دس سال کے تھے جب مدینہ منورہ کے در و دیوار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے منور ہوئے، اور اہل مدینہ کو آپ ﷺ کے قدوم میمنت سے عزت اور عالمی شہرت ملی۔

ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر پر تشریف فرما تھے کہ ایک انصاری خاتون دس برس کے اپنے ایک معصوم بچے کو لئے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ آپ مدینہ منورہ میں نئے نئے تشریف لائے ہیں، یقیناً آپ کو کسی خادم کی ضرورت ہوگی، میں اپنے اس دس سالہ بیٹے کو آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں، یہ آپ کی خدمت کرے گا''۔

یہ خاتون حضرت انس کی والدہ ماجدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا تھیں، جنہوں نے حضرت

☆ صدر شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

طلحہؓ سے اس مہر پر نکاح کیا تھا کہ طلحہ اسلام قبول کرلیں تو وہ بغیر مہر کے ان سے شادی کرلیں گی، اور یہ ننھا بچہ انسؓ تھا، جنہوں نے آپ ﷺ کی دس برس تک اس طرح خدمت کی کہ زبان مبارکہ سے بارہا ان کے لئے دعائیں نکلیں، یہی بچہ بعد میں عظیم محدث اور عظیم سیرت نگار بنا، جن کی روایتوں سے حدیث اور سیرت کی کوئی معتبر کتاب خالی نہیں۔(۱)

حضرت انسؓ جب خدمت اقدس میں آئے تو اس وقت دس برس کے تھے، اور جب آنحضور ﷺ نے اس دنیائے رنگ و بو سے پردہ فرمایا، اس وقت یہ ننھا خادم اکیسویں سال میں تھا، وہ عہد نبوی کی اکثر جنگوں میں بطور مجاہد اور غازی اسلام شامل رہے۔ عام طور پر ہر آدمی دوسروں کی خدمت کسی غرض یا مالی منفعت کے لیے کرتا ہے، مگر یہ نوجوان آپ ﷺ کا بے لوث خادم تھا، اس لئے ایک مرتبہ ان کی والدہ حضرت ام سلیمؓ نے خدمت اقدس میں عرض کیا ''یا رسول اللہ انسؓ کے لئے دعا کیجئے، آنحضور ﷺ کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی، اور فرمایا اے اللہ اس کے مال اور اس کی اولاد میں برکت دے اور اسے جنت میں داخل فرما''۔ چنانچہ حضرت انسؓ کہا کرتے تھے، مال اور اولاد میں کثرت میں نے خود دیکھ لی ہے اور تیسری بات، یعنی جنت میں داخلے کی بھی پوری پوری امید ہے۔(۲)

بعض روایات میں ہے کہ حضرت انسؓ کی اولاد میں کثرت کا یہ عالم تھا کہ جب ان کا وصال ہوا تو بیٹوں اور پوتے پوتیوں کی تعداد ایک سو کے قریب تھی اور آپ البصرہ میں اپنے شاندار محل (قصر) میں رہا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے اس خادم کو یہ شان عطا فرمائی تھی کہ ایک مرتبہ علاقے میں بارش نہ ہوئی تو ایک تیر ساز نے آکر عرض کیا ''ابوحمزہ (انس) تم نے ہماری زمین کو پیاسا کردیا''، (دعا نہیں مانگی)، حضرت انسؓ وضو کر کے جنگل میں گئے اور دو رکعتیں ادا کیں، اور پھر دعا مانگی (۳) راوی کہتے ہیں کہ میں نے اسی وقت بادلوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جڑتے ہوئے دیکھا اور پھر ایسی بارش ہوئی کہ ہر ایک شے پانی سے بھر گئی، (۴) حضرت ابوبکرؓ نے انہیں بحرین کی طرف محصل زکوۃ کے طور پر ذمہ داریاں انجام دینے کے لیے بھیجا، حضرت انسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آٹھ غزوات میں شرکت کی، وہ غزوۂ بدر میں شریک تو ہوئے لیکن کم عمری کی بنا پر جنگ میں عملی شرکت نہیں کی، سامان کی نگرانی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت انجام دیتے رہے، وہ صلح حدیبیہ اور غزوہ فتح مکہ، طائف اور حنین کے مواقع پر بھی آپ ﷺ کے ہمراہ رہے۔(۵)

انہوں نے ۹۱ یا ۹۲ یا ۹۳ھ میں یا ۱۰۳ برس کی عمر میں انتقال فرمایا اور بصرہ میں دفن ہوئے۔(۶)

بحیثیت سیرت نگار:

حضرت انسؓ حدیث کے بڑے راویوں میں سے ایک ہیں، انہوں نے ۲۲۸۶/ احادیث روایت کی ہیں، جن میں سے ۱۸۰ متفق علیہ، ۸۰ بخاری اور ۷۰ مسلم میں منفرداً مروی ہیں، انہوں نے مدینہ طیبہ میں دس سال خدمت نبوی میں بسر کئے، وہ آپ کی خلوتوں اور جلوتوں کے رفیق اور خادم رہے، اللہ نے انہیں غضب کا ذہن اور کمال کا حافظہ عطا کیا تھا، اپنی کم عمری کے باوجود انہوں نے جو کچھ دیکھا، اسے محفوظ رکھا اور اسے دوسروں تک پہنچایا، اسی بنا پر حدیث کی روایت میں ان کا مقام بہت بلند ہے، وہ حدیث کی طرح سیرت طیبہ کے بھی بڑے راویوں میں شمار ہوتے ہیں، ان کی روایت کردہ احادیث میں سیرت کا ذخیرہ بھی کافی مقدار میں پایا جاتا ہے۔

جہاں تک ان کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت نگار کے طور پر تعلق ہے، تو ہمارے نزدیک اس میدان میں ان کا پایہ حضرت عائشہؓ کے بعد سب سے زیادہ بلند ہے۔ کیونکہ ان کا سرمایہ روایات بعض دوسرے صحابہ کی طرح محض سنی سنائی روایات پر مبنی نہیں ہے، بلکہ ان کی زیادہ تر روایتیں ذاتی سماع اور ذاتی مشاہدے پر مبنی ہیں، اس لئے ان کی سیرت سے متعلقہ روایات کا مقام بہت ارفع و بلند ہے۔

حضرت انسؓ جب آپ ﷺ کے ہاں آئے، اس وقت دس برس کے تھے۔(۷) اور جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو اس وقت ان کی عمر کا اکیسواں سال شروع ہو چکا تھا، اس طرح انہوں نے اپنی عمر مبارک کا وہ حصہ آپ ﷺ کا خدمت میں بسر کیا جو بچے میں شعور اور حافظے کی قوت کے اعتبار سے بہت اہم ہوتا ہے، اسی لئے حضرت انسؓ کی زبان سے سیرت طیبہ کے لیے بے شمار واقعات بیان ہوئے، چنانچہ محدثین اور سیرت نگاروں کے ہاں ان کی روایات کی بہت اہمیت ہے، انہوں نے خود اپنے ایک شاگرد کو بتایا:

> خذعنی لم تاخذ عن احد اوثق منی انی اخذته عن رسول الله صلی الله علیه وسلم و رسول الله اخذه عن جبریل و اخذه جبریل عن الله تعالیٰ۔ (۸)

> تم مجھ سے علم حاصل کرو، اس لئے کہ تمہیں مجھ سے زیادہ کسی ثقہ شخص سے علم حاصل کرنے کا موقع نہ ملے گا، میں نے یہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیلؑ سے اور جبرئیل نے

اللہ تعالیٰ سے یہ علم حاصل کیا ہے۔

اس طرح حضرت انس سیرت نگاری کے میدان میں بڑی اہمیت اور عظمت رکھتے ہیں، پھر انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کی جو روایات بیان کی ہیں وہ زیادہ تر وہی ہیں جن کا تعلق کسی نہ کسی واقعے سے ہے، انہوں نے اپنی روایات میں دینی مسائل کو کم اور واقعات کو زیادہ موضوع سخن بنایا ہے، اس لئے ہمارے خیال میں حضرت انسؓ تاریخ اسلام کے ایک ایسے سیرت نگار ہیں، جنہوں نے اسلامی تاریخ کے بہت بڑے حصے کو اپنی روایات کے ذریعے محفوظ کر دیا ہے، اور آئندہ آنے والے سیرت نگاروں کو ایسی معلومات فراہم کی ہیں، جو ان کے علاوہ بہت کم صحابہ کرام کو معلوم تھیں۔

انہوں نے آپ ﷺ کے وصال کے بعد تقریباً ۸۲ سال کا زمانہ پایا، یہ اتنا طویل دور ہے جو بہت کم صحابہ کو نصیب ہوا، اس عرصے میں انہوں نے خود کو حدیث نبوی اور سیرت طیبہ کی خدمت کے لئے وقف کئے رکھا۔ مسند الجامع میں ان کی ۱۶۷۴/احادیث اور روایات کو ۹۳/ابواب میں مدون کیا گیا ہے۔(۹) جس میں سیرت طیبہ کا بھی بہت بڑا سرمایہ موجود ہے۔

انہوں نے جو سیرت طیبہ کے واقعات نقل و روایات کئے ہیں ان کا تذکرہ تفصیل چاہتا ہے، تاہم ان کے اہم ترین موضوعات اختصار کے ساتھ حسب ذیل ہیں:

(الف) ایمانیات:

حضرت انس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور روایات کا جو ذخیرہ روایت کیا ہے، اس میں انہوں نے ایمانیات پر ۴۹/احادیث روایت کی ہیں۔(۱۰)

حضرت انسؓ کی نقل کردہ روایات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انصار مدینہ سے محبت کا خصوصیت سے ذکر آیا ہے، آپ ﷺ نے خود بھی زندگی بھر انصار سے محبت رکھی اور اپنے صحابہ اور بعد میں آنے والے لوگوں کو بھی اسی کی ہدایت کی، اس لئے کہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے آپ ﷺ کو اور مہاجرین کو اپنے ہاں پناہ دی تھی، آپ فرمایا کرتے تھے کہ انصار سے محبت ایمان کا حصہ ہے، حضرت انسؓ نے بہت سے ایسے واقعات کا بھی تذکرہ کیا ہے، جو سیرت طیبہ کا اہم ترین حصہ ہیں، جن سے ایمان کے سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رویئے اور آپ کے اخلاق کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

ایک یہودی کا قبول ایمان:

ایک یہودی نوجوان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا، اس کے بیمار پڑنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے اور اسے کلمہ پڑھنے کی تلقین کی، اس نے اپنے والد (یہودی) کی طرف دیکھا جس نے اسے نبی اکرم ﷺ کی بات ماننے کا اشارہ کیا، چنانچہ اس نے کلمہ پڑھا اور نبی اکرم ﷺ نے اس کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ کو اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ (۱۱)

مسلمان کو منافق کہنے کی ممانعت:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ حضرت عتبانؓ انصاری کے پاس تشریف لے گئے، آپ ﷺ کی آمد کی خبر سن کر بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور مختلف قسم کی باتیں ہونے لگیں، ایک شخص نے مالک بن دخشم نامی شخص کا ذکر کیا اور اس کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا کہ شاید وہ منافق ہو گیا ہے، اس لئے کہ وہ آج نظر نہیں آیا، نبی اکرم ﷺ نے اس بدگمانی پر اظہار ناراضی کرتے ہوئے فرمایا، کیا اس نے اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے اور میرے نبی ہونے کا اقرار نہیں کیا؟ لوگوں نے کہا کیا تو ہے مگر دل سے نہیں کیا، فرمایا جس شخص نے بھی اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے اور میری نبوت کے برحق ہونے کی گواہی دی اسے جہنم کی آگ نہ جلائے گی۔ (۱۲)

اس طرح آپ نے اسلام کے اس اہم اور بنیادی اصول کی وضاحت فرما دی کہ اسلام کے احکام کی بنیاد ظاہر پر ہے، جہاں تک باطن کا تعلق ہے اس کا فیصلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ خود فرمائے گا۔

کاش میں اپنے بھائیوں کو دیکھوں:

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارکہ سے یہ جملہ ادا ہوا:

میری خواہش ہے کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھتا

صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا، تم میرے (بھائی اور) صحابہ (بھی) ہو، لیکن میرے بھائی وہ ہیں جو مجھے نبی مانیں گے، لیکن انہوں نے مجھے دیکھا نہ ہوگا۔ (۱۳)

۲۔ طہارت و پاکیزگی:

طہارت اسلام کے خصائص میں سے ایک ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات کو طہارت بے حد پسند ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی طہارت بے حد پسند تھی۔ آپ کا ایک اسم مبارک طاہر بھی ہے۔ آپ ﷺ نے

طہارت کو نصف ایمان قرار دیا ہے، اس حصے میں حضرت انسؓ بن مالک نے ۴۲ احادیث نقل کی ہیں۔ (۱۴)

معمولات طہارت:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے بہت دور تشریف لے جاتے، حاجت سے فراغت کے بعد (کم از کم تین) ڈھیلے استعمال کرتے تھے، قضائے حاجت سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے۔ الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذیٰ وعافانی تمام حمد اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھ سے تکلیف دور کی اور مجھے عافیت عطا کی) اور فراغت کے بعد فرماتے غفرانک (اے اللہ اگر کوئی کوتاہی ہوگئی ہو تو معاف فرما) آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے بیت الخلا میں جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار کر باہر رکھ دیتے، نیز یہ کہ جب تک آپ کا جسم مبارک زمین کے قریب نہ ہو جاتا اپنا تہ بند نہ کھولتے۔ آپ ﷺ وضو کے لئے دو مد پانی اور غسل کے لئے ایک صاع (تقریباً ۴ لیٹر) پانی سے ۵ مد (پانچ لیٹر) تک پانی استعمال کرتے تھے۔ آپ ﷺ وضو کرتے تو اپنی داڑھی میں خلال کرتے اور اپنی انگلیوں میں بھی خلال کرتے، آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرتے، اور وضو سے فراغت کے بعد وضو کی دعا (دوسرا کلمہ) پڑھتے، اور وضو میں مسواک ضرور استعمال فرماتے، حضرت انسؓ نے اس طرح کی بہت سے باتیں بیان کی ہیں۔ (۱۵)

بے مثال معلم:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے بے مثال معلم بھی تھے، ایک مرتبہ جب ایک بدو نے بے سمجھی سے مسجد میں پیشاب کر دیا، لوگوں نے اس بدو کو سزا دینا چاہی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ صحابہ کرام کو اس سے منع کیا، بلکہ اسے اطمینان سے قضائے حاجت کرنے کی اجازت دی۔ اس کے بعد اس پر پانی کا ایک ڈول ڈلوا دیا، اور خود اس اعرابی کو آدب مسجد سے آگاہ فرمایا جس سے اسے نصیحت مل گئی۔ (۱۶)

۳۔ نماز سے متعلق معمولات:

حضرت انسؓ بن مالک کی مسند میں نماز کا باب بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے، ان روایات کے مطالعے سے حضرت انسؓ بن مالک کے مطالعے کی گہرائی اور ان کی معاملہ فہمی کا بھی پتہ چلتا ہے۔ (۱۷)

نماز سے محبت:

نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد محبوب تھی، حتی کہ آپ ﷺ کی زبان پر اپنی حیات مبارکہ

کے آخری لمحوں میں بھی نماز اور غلاموں کا خیال رکھنے کے الفاظ جاری تھے۔(۱۸) آپ ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں تھی۔(۱۹) جب شب معراج میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں تو دو دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو نماز پڑھائی، جس میں نماز کے اوقات اور طریقہ نماز کی بھی تعلیم دے دی گئی۔(۲۰)

عام طور پر حکم یہ ہے کہ نماز میں ادھر ادھر توجہ نہ کی جائے اور نماز خاموشی اور مکمل سکون کے ساتھ ادا کی جائے، خود حضرت انسؓ بن مالک بھی اسی کے قائل تھے۔(۲۱) تاہم انہوں نے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اشارے سے کوئی بات کرلیا کرتے تھے۔(۲۲) غالباً یہ ابتدائی زمانے کی بات ہے، اس لئے کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں لوگوں کو نماز میں آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھنے سے سختی سے منع کردیا تھا اور یہاں تک فرمایا تھا کہ یا تو لوگ اس سے باز آجائیں ورنہ ان کی آنکھیں اچک لی جائیں گی۔(۲۳)

نماز حالت بشاشت میں ادا کرنی چاهئے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی نماز کا بڑا اہتمام فرماتے تھے، اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی اسی کی تاکید فرماتے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد میں گزر ہوا تو آپ نے دیکھا کہ مسجد کے دونوں ستونوں کے درمیان ایک رسی بندھی ہوئی ہے، آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ رسی حضرت زینبؓ (بنت جحش) نے باندھ رکھی ہے، جب انہیں نیند آنے لگتی ہے تو وہ اس رسی کو پکڑ لیتی ہیں، فرمایا اسے کھول دو تم میں سے ہر شخص بشاشت (تازگی) کی حالت میں نماز پڑھے، اور جب اس پر نیند طاری ہونے لگے تو اسے چاہئے کہ وہ لیٹ جائے (اور اپنے جسم پر خوامخواہ سختی نہ کرے)۔(۲۴)

مسجد نبوی کی تعمیر:

مسجدیں اللہ کا گھر ہیں، مسلمان جب بھی کسی علاقے میں جاتا ہے تو سب سے پہلے اللہ کا گھر بناتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے مسجد قبا اور پھر مسجد نبوی تعمیر فرمائی، جب مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی تو حضرت انس دس سالہ بچے تھے، لیکن انہیں اچھی طرح یاد تھا کہ یہ مسجد بنونجار کے لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر تعمیر کی تھی۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر مسجد کی تعمیر مصروف تھے، اور سب لوگ بیک آواز ہو کر یہ رجزیہ نظم پڑھ رہے تھے۔

اللھم لاخیر الاخیر الآخرۃ فاغفر الانصار والمھاجرۃ (۲۵)

اے اللہ اصل بھلائی تو آخرت کی بھلائی ہے، تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

تاہم بہت سے لوگ آداب مسجد سے واقف نہ تھے، اس لئے عجیب وغریب واقعات رونما ہوتے رہتے تھے، اوپر گزر چکا ہے کہ ایک مرتبہ ایک بدو نے مسجد میں پیشاب کر دیا تھا، اسی طرح ایک اور موقع پر کسی شخص نے قبلے کی طرف مسجد کی دیوار پر تھوک دیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر سخت خفا ہوئے اور لوگوں کو اس سے منع کیا، البتہ یہ اجازت دی کہ یا تو وہ اپنی بائیں طرف تھوکیں یا اپنے پاؤں کے نیچے، یا پھر اپنے کپڑے میں لے کر اسے مسل دیں۔ (۲۶) ایک اور موقع پر آپ نے مسجد میں قبلے کی سمت کسی کا کھنگار لگا دیکھا، تو اسے اپنے ہاتھ سے صاف کر دیا۔ (۲۷)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت انس کے خاندان سے خصوصی تعلق تھا، اسی لئے آپ گاہے بگاہے حضرت انسؓ کی والدہ ام سلیمؓ سے ملنے کے لیے ان کے ہاں تشریف لے جاتے اور نماز کا وقت ہو جاتا تو ایک چٹائی پر پانی کے چھینٹے مار دیئے جاتے، اور آپ اس پر نماز ادا فرما لیتے۔ (۲۸) پرانی اور بوسیدہ ہونے کی بنا پر اس چٹائی کی رنگت بدل گئی تھی، لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے اس پر نماز ادا فرمائی۔ (۲۹)

تحویل قبلہ:

حضرت انسؓ تحویل قبلہ کے بھی عینی شاہد تھے، انہوں نے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف کئی ماہ (سولہ یا سترہ) تک منہ کر کے نماز ادا فرمائی، پھر ایک روز آپ ﷺ (بنوسلیم کی مسجد میں) نماز ظہر ادا فرما رہے تھے، ابھی دو رکعات ہی پڑھی تھیں کہ تحویل قبلہ کا حکم آ گیا، چنانچہ آپ ﷺ نے نماز کی حالت ہی میں اپنا رخ تبدیل فرما لیا۔ (۳۰)

شریعت اسلامیہ نے دوران سفر میں ادا کی جانے والی نفل نمازوں میں قبلہ رو ہونے کی شرط ساقط کر دی ہے، اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوران سفر اپنی سواری پر سوار ہو کر، قبلہ رو ہو کر نماز کی تکبیر کہتے اور پھر سواری جدھر چاہے چلتی رہتی آپ بدستور نماز جاری رکھتے۔ (۳۱)

أوقات نماز:

نمازوں کے اوقات بہت سے صحابہ کرامؓ نے روایت کی ہیں حضرت انسؓ بھی ان میں شامل ہیں۔ ان کی روایت کردہ احادیث میں تمام نمازوں کے اوقات کا ذکر ملتا ہے۔ (۳۲)

اذان اور نماز کی اقامت شعائر (علامات) میں سے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بھی

ہوتے ان کا خصوصی اہتمام فرماتے، اور دوران جہاد وقتال آس پاس کے علاقے سے اذان اور اقامت کی آواز کان لگا کر سنتے، ایک مرتبہ ایک سفر میں تھے کہ آپ ﷺ نے سنا کہ کوئی شخص اذان دے رہا ہے، جب اس نے کہا **اللہ اکبر** تو آپ ﷺ نے فرمایا ''تو فطرت پر ہے'' پھر جب اس نے کہا، **اشھد ان لا الہ الا اللہ** تو فرمایا تو ''جہنم سے نجات پا گیا'' صحابہؓ نے مؤذن کو تلاش کیا تو دیکھا کہ ایک چرواہا تھا جو نماز کے لئے کھڑے ہو کر اذان دے رہا تھا۔ (۳۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگوں میں یہ معمول تھا کہ آپ صبح کے وقت دشمن پر حملہ کرتے تھے اور ان کی طرف سے اگر اذان کی آواز سنائی دیتی تو حملہ نہ فرماتے ورنہ حملہ فرما دیتے۔ (۳۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا تھا کہ وہ اذان میں تو ہر کلمہ دو دو بار کہیں، مگر اقامت میں **قد قامت الصلوٰۃ** کے علاوہ ہر کلمہ صرف ایک بار کہا جائے۔ (۳۵)

فقہا کے ہاں یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے کہ آیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نماز کا حصہ ہے یا نہیں، امام شافعیؒ وغیرہ نے اسے سورۂ فاتحہ کا حصہ قرار دیا ہے، لیکن حضرت انسؓ کی روایت ان کے خلاف حجت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نماز کی ابتدا **الحمد للہ رب العالمین** سے کیا کرتے تھے۔ (۳۶)

حضرت انسؓ کا مشاہدہ بہت گہرا تھا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔ (۳۷) مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے بازو اپنی بغل سے اتنا دور رکھتے تھے کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی واضح طور پر نظر آتی تھی، اسی بنا پر فقہائے سجدے کے دوران میں بازوؤں کو اپنی بغلوں کے ساتھ ملانے سے منع کیا ہے۔ دونوں سجدوں کے درمیان جلسے میں اور رکوع کے بعد قومے میں آپ ﷺ اتنا وقفہ فرماتے کہ لوگ یہ کہتے کہ آپ (شاید) بھول گئے ہیں۔ (۳۸)

نماز اور اس کے بعد کے معمولات:

آپ ﷺ نماز سے فراغت کے بعد بڑے خشوع وخضوع سے دعائیں مانگتے، حضرت انسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس موقع کی کئی دعائیں نقل کی ہیں۔ (۳۹) ایک مرتبہ حضرت انسؓ کی والدہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ ﷺ انہیں کچھ ایسے کلمات سکھائیں جو وہ اپنی نماز میں شامل کرلیں تو آپ ﷺ نے فرمایا، دس مرتبہ **اللہ اکبر**، دس بار **سبحان اللہ**، دس مرتبہ

الحمد لله پڑھیں اور پھر جو چاہیں مانگیں، اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرمائے گا۔ (۴۰) خود آپ ﷺ کا اپنا معمول بھی، ہمیشہ ان کلمات کے پڑھنے کا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک مسجد میں بیٹھتے تھے، اور اس پر آپ ﷺ ایک حج اور ایک عمرے کے برابر اجر وثواب بیان فرماتے۔ (۴۱) آپ ﷺ عام طور پر نماز میں اختصار کو پسند فرماتے تھے۔ (۴۲) حتیٰ کہ باجماعت نماز کے دوران میں بھی اگر آپ ﷺ کو کسی بچے کے رونے کی آواز سنائی دیتی تو نماز کو مختصر کر دیا کرتے تھے، اسی بات کی آپ ﷺ نے امت کو بھی ہدایت فرمائی، چنانچہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ طویل نماز پڑھانے پر حضرت انس کو سخت الفاظ میں ڈانٹ ڈپٹ کی۔ (۴۴)

حضرت انسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس آخری دیدار کا حال بھی بیان کیا ہے، جو انہوں نے وصال نبوی کے دن صبح کی نماز کے وقت کیا تھا، اس وقت آپ ﷺ کا چہرہ مبارک مصحف قرآن کی طرح سفید ہو رہا تھا، اسی دن آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ (۴۵)

حضرت انسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے بہت سے واقعات بھی بیان کئے ہیں، مثال کے طور پر انہوں نے بتایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ایک گھوڑے سے گر گئے تھے، جس سے آپ ﷺ کا دایاں پہلو چھل گیا تھا، اس پر آپ ﷺ نے صحابہؓ کو بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ (۴۶) ایک اور دن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد صحابہ کرامؓ کو خطبہ دیا، اور فرمایا کہ میں نماز اور رکوع کی حالت میں اپنے پیچھے بھی ویسے ہی دیکھتا ہوں، جیسے کہ تم ایک دوسرے کو دیکھتے ہو۔ (۴۷) اس کا اندازہ ایک اور واقعے سے ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص مسجد میں آیا اور اس نے (رکوع کے بعد قومہ میں) یہ الفاظ کہے، الحمد لله حمداً كثيراً طيباً مباركا فيه ''تمام حمد اللہ کے لئے ہے، بہت زیادہ، پاکیزہ اور برکت والی حمد''۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کر لینے کے بعد لوگوں سے پوچھا کہ یہ کلمات تم میں سے کس نے کہے تھے؟ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا سانس پھول گیا تھا تو میں نے یہ کلمات کہے تھے، فرمایا میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ اس مقصد کے لئے دوڑ رہے تھے کہ ان میں سے کون ان کلمات کا ثواب لے کر اوپر چڑھے گا۔ (۴۸)

نماز میں قنوت (دعا) پڑھنے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے متعلق احادیث میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت انسؓ کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب اور نماز فجر میں رکوع کے بعد دعائے قنوت (غالباً قنوت نازلہ) پڑھی۔ (۴۹) ایک دوسری روایت کے مطابق یہ

واقعہ اس وقت پیش آیا جب بنو سلیم نے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے چالیس یا ستر صحابہ کرامؓ کو شہید کر دیا تھا، آپ ﷺ نے ان کے خلاف قنوت نازلہ کا سلسلہ ایک ماہ تک جاری رکھا اور پھر بند کر دیا۔ (۵۰) حضرت انسؓ سے مروی ایک دوسری روایت کی رو سے قنوت رکوع سے پہلے قرأت سے فراغت کے بعد پڑھنی چاہئے۔ دعائے قنوت پڑھنے کے ضمن میں رکوع سے قبل اور رکوع کے بعد دونوں طرح کی روایات ملتی ہیں، اس لئے فقہائے کرامؒ نے دونوں طرح کے اقوال اختیار کئے ہیں۔

نماز جمعہ اور اس کے معمولات:

حضرت انسؓ نے جمعۃ المبارک کے معمولات کے متعلق بھی بہت سی روایات بیان کی ہیں۔

ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ سورج ڈھلتے ہی ادا فرماتے اور صحابہ کرام نماز جمعہ پڑھ کر دوپہر کا آرام (قیلولہ) فرماتے۔ (۵۱) ابتدائی ایام میں آپ ﷺ کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیتے، لیکن جب منبر تیار ہو گیا اور آپ ﷺ نے اس پر بیٹھ کر خطبہ دیا تو کھجور کا یہ تنا فراق نبوی میں رونے لگا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر اسے اپنے سینے سے لگایا تو وہ چپ ہو گیا، اس موقع پر ارشاد ہوا، اگر میں اسے اپنے سینے سے نہ لگاتا تو وہ قیامت تک اسی طرح روتا رہتا۔ (ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اس جان دار کو دفن کر دیا گیا تھا)۔ (۵۲)

نماز سفر کے معمولات:

حضرت انسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر اور نماز سفر کے متعلق بھی بہت سی احادیث نقل کی ہیں، ان کے مطابق ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں دس یوم تک قیام کیا، اس دوران بدستور آپ ﷺ نے نماز قصر ادا فرمائی۔ (۵۳) آپ کا معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ مدینہ طیبہ میں چار رکعات اور ذوالحلیفہ (بیئر علی) میں دو رکعات ادا فرماتے تھے۔ (۵۴) اسی سے فقہا نے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ مسافر اپنے شہر سے باہر نکل جائے تو اسے نماز قصر پڑھنی چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تین میل یا تین فرسخ کا سفر طے کر لیتے تھے تو آپ ﷺ نماز قصر شروع کر دیتے تھے، اور چونکہ آپ حرم مکہ میں مسافر ہوتے تھے، اسی لئے منی میں بھی دو رکعات ادا فرماتے۔ (۵۵) سفر میں آپ کا معمول تھا کہ جب آپ نے فاصلہ جلدی طے کرنا ہوتا، یا آپ ﷺ کو سفر کی جلدی ہوتی تو آپ نماز ظہر کو نماز عصر کے ابتدائی وقت تک مؤخر فرما دیتے اور پھر دونوں نمازیں اکٹھی ادا فرماتے،

نماز مغرب اور عشاء کے متعلق بھی یہی معمول تھا۔(۵۶) فقہا نے اسے جمع صوری قرار دیا ہے۔

نماز عیدین کے معمولات:

عید کے معنی لوٹ کر آنے والی خوشی یا قومی تہوار کے ہیں، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں آئے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کے لوگ سال میں دو جشن مناتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کی جگہ ان سے بہتر دو تہوار عطا فرما دیئے ہیں، یعنی افطار اور قربانی کے دن کے تہوار۔(۵۷)

ان دونوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات بھی ایک دوسرے سے قدرے مختلف تھے، عیدالفطر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے روانہ ہوتے تو نماز سے قبل کچھ کھجوریں کھا کر نماز عید کے لئے تشریف لے جاتے (عیدالاضحیٰ کا معمول مختلف تھا)۔

کفن و دفن سے متعلق معمولات:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے ہمیں زندگی کے ہر شعبے کے متعلق ہدایات ملتی ہیں، ان میں سے ایک شعبہ میت کے کفن و دفن کا بھی ہے۔اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا اسوۂ مبارک یہ تھا کہ ایسے موقع پر صبر وشکیب اور ضبط وتحمل کا مظاہرہ کیا جائے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی عورت کے قریب سے ہوا جو ایک قبر پر بیٹھی ہوئی رو رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا اے عورت اللہ سے ڈر اور صبر کر، اس عورت نے سخت لہجے میں آپ سے گفتگو کی اور کہا مجھ سے دور رہئے، اس لئے کہ تجھے میرے جیسا کوئی صدمہ نہیں پہنچا، وہ عورت آپ ﷺ کو پہچانتی نہ تھی، آپ جب وہاں سے چلے گئے تو اسے بتایا گیا کہ یہ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اس پر وہ آپ کے ہاں معذرت کرنے کے لئے آئی اور اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔(اس لئے گستاخی ہوگئی) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''صبر وہ ہے جو صدمے کی ابتدائی گھڑیوں میں کیا جائے''۔(۵۸) خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا بھی یہی حال تھا کہ آپ نے اپنے کئی بیٹوں اور کئی بیٹیوں کو دفنایا، حضرت ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا قصہ حضرت انسؓ نے بڑی بڑی تفصیل سے راویت کیا ہے، جس شب حضرت ابراہیمؑ کی ولادت ہوئی، اسی شب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا میرے ہاں

گزشتہ شب ایک لڑکا پیدا ہوا ہے، میں نے اس کا نام ابراہیمؑ رکھا ہے، پھر آپ ﷺ نے انہیں دودھ پلانے کے لئے ام سیف کے سپرد کردیا جو کہ ایک لوہار کی بیوی تھی، جن کا نام ابوسیف تھا۔(۵۹) حضرت ابراہیمؑ ابھی چند ماہ کے تھے کہ بیمار پڑے اور فوت ہوگئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابوسیف کے گھر میں تشریف لے گئے، جو آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ کے رضاعی والد تھے، اور اس کے گھر میں جاکر اپنے بیٹے حضرت ابراہیمؑ کو اپنی گود میں لے لیا، اس وقت حضرت ابراہیمؑ کی آخری سانس جاری تھے، (ان پر نزع کا وقت طاری تھا) آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم کو چومنا اور انہیں سونگھنا شروع کردیا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد ہم لوگ بھی اندر چلے گئے، اس وقت حضرت ابراہیمؑ آخری سانس لے رہے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، یہ دیکھ کر حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بھی (روتے ہیں؟) فرمایا اے عوف کے بیٹے! رحمت ہے، پھر ایک آنسو گرا تو ارشاد ہوا آنکھ رو رہی ہے، اور دل غم زدہ ہے، مگر ہم وہی کچھ کہتے ہیں جس پر ہمارا پروردگار راضی ہے، اور اے ابراہیمؑ ہم تیرے بچھڑنے پر غم زدہ ہیں۔(۶۰)

حضرت ابراہیمؑ کو جب کفن دیا جانے لگا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک میں نہ دیکھ لوں، اسے کفن نہ دینا، چنانچہ آپ ﷺ ان کے پاس گئے، ان پر جھکے اور روئے اور پھر اس پھول کو کفن میں لپیٹا گیا۔(۶۱) اسی باب میں حضرت انسؓ بن مالک نے اپنے ایک سوتیلے بھائی حضرت عبداللہ کی ولادت کے متعلق کئی روایات نقل کی ہیں، جن سے سیرت طیبہ کے ضمن میں اس معمول مبارک کا پتہ چلتا ہے کہ اہل مدینہ چھوٹے بچوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاتے اور آپ ﷺ انہیں تحنیک (گھٹی) دیا کرتے تھے۔(۶۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول بھی تھا کہ آپ ﷺ اپنے متعلقین کی بیماری کی اطلاع ملنے پر ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر جاتے تھے، ایک بار ایک نوجوان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو پوچھا، اے نوجوان تم کیا محسوس کر رہے ہو؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے اور اپنے گناہوں سے ڈر بھی لگتا ہے، ارشاد ہوا کہ جس مسلمان کے دل میں یہ دونوں باتیں جمع ہو جائیں، اسے حق تعالیٰ اس کی امید کے مطابق (بخشش و رحمت) عطا کرتا ہے اور جس بات سے اسے خوف ہوتا ہے اس سے امن عطا فرماتا ہے۔(۶۳) حضرت انسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غزوۂ حنین کی ایک مفصل روایت نقل کی ہے، جس کا خلاصہ یہ جملہ ہے کہ فرمایا نبی کے لئے اشارہ کرنا

مناسب نہیں ہے۔(۶۴) مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ دشمن کے ساتھ بھی دھوکہ کرنا پسند نہ فرماتے تھے۔

حضرت انسؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کا بھی بخوبی علم رکھتے تھے، انہوں نے بتایا ہے کہ بعثت کے وقت آپ ﷺ کی عمر چالیس سال تھی، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں میں آپ نے دس دس سال گزارے، اور ۶۰ سال کی عمر میں وصال کیا۔(۶۵) جب کہ جمہورؒ کے نزدیک مکہ مکرمہ میں قیام کا زمانہ تیرہ سال تھا اور وصال کے وقت عمر مبارک ۶۳ برس تھی، حضرت انس نے جنازے کے متعلق نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کا یہ معمول نقل کیا ہے کہ یہ حضرات جنازے کے آگے آگے چلتے تھے۔(۶۶)

نماز جنازہ کے ضمن میں حضرت انسؓ کی سب سے اہم وہ روایت ہے، جس میں حضرت انسؓ نے غزوۂ احد میں حضرت حمزہؓ اور دوسرے شہداؓ کے جنازے کا حال بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد کے دن حضرت حمزہؓ کے جنازے کے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ وہاں آکر کھڑے ہوگئے، حضرت حمزہ کی لاش کا مثلہ کیا گیا تھا (حلیہ بگاڑ دیا گیا تھا) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر صفیہؓ (حضرت حمزہؓ کی بہن، آپ ﷺ کی پھوپھی) اپنے دل میں محسوس نہ کرتیں تو میں حضرت حمزہؓ کے جسم مبارک کو یونہی پڑا رہنے دیتا، تاکہ حشرات اسے کھالیتے اور وہ قیامت کے دن انہی کے پیٹ سے اپنے رب کے حضور پہنچتے۔

استسقا سے متعلق معمولات:

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقا کے لئے کبھی مستقل نماز ادا نہیں فرمائی، بلکہ آپ ﷺ عام طور پر نماز جمعہ میں بارش کی دعا مانگا کرتے تھے، ایک مرتبہ ایک شخص آیا اور اس نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ ہمارے چوپائے ہلاک ہوگئے ہیں، اور ہماری فصلیں برباد ہوگئی ہیں، آپ ﷺ مہربانی فرماکر باران رحمت کے لئے دعا فرمائیے، آپ ﷺ نے خطبۂ جمعہ کے دوران کھڑے کھڑے دعا مانگی، اس وقت آسمان شیشے کی طرح صاف تھا مگر دعا مانگتے ہی ہوائیں چلنا شروع ہوگئیں، حضرت انس کہتے ہیں کہ پھر ہم پانی میں چل کر اپنے اپنے گھروں میں واپس گئے۔ باران رحمت کا یہ سلسلہ پورے ہفتے جاری رہا، اگلے جمعۃ المبارک کو خطبے کے دوران میں وہی شخص یا کوئی اور شخص اٹھا اور اس نے کہا، یارسول اللہ ہمارے مکانات گر گئے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مزید بارش کا سلسلہ رک جائے، اس پر آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا اے اللہ مدینہ ہمارے آس پاس برسے مگر ہم پر نہ برسے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے بادلوں کی طرف دیکھا تو وہ مدینے کے آس پاس سے اس طرح چھٹ گئے جیسے گویا مدینہ روشن تاج ہو۔(۶۷)

دعائے استسقا میں آپ ﷺ اتنے اونچے ہاتھ اٹھاتے تھے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔ایک روایت میں ہے کہ اس موقع پر آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کا سیدھا حصہ زمین کی طرف اور الٹا حصہ آسمان کی طرف کر کے دعا مانگتے تھے۔(۶۸)

قرأت اور نوافل کے معمولات:

نماز میں مسنون قرأت کا مسئلہ بھی بڑا دلچسپ ہے، حضرت انسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف نمازوں میں قرأت کی جو تفصیل روایت کی ہے، اس کی رو سے آپ ﷺ نماز ظہر میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ،ظہر وعصر میں سورۃ المرسلات اور سورۃ النبا،نماز فجر میں سورۃ الواقعہ یا اس جیسی سورۃ پڑھا کرتے تھے۔(۶۹)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذاتی عمل کے ساتھ نفل نمازوں کی بھی امت کو تعلیم عطا فرمائی ہے،نفل کے معنی زائد یا اضافی عمل کے ہیں، یہ نمازیں بھی چونکہ فرائض کے علاوہ ہیں اس لئے نفل کہلاتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ضحیٰ (چاشت) کی نماز کے طور پر دو رکعت یا چھ رکعات، نماز تہجد میں (وتر سمیت) نو رکعت اور آخری ایام میں سات رکعات ادا فرمایا کرتے تھے۔(۷۰)

الغرض حضرت انس کے ذریعے ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازوں کے متعلق ہر طرح کی معلومات ملتی ہیں۔

حضرت انسؓ ہی نے یہ واقعہ روایت کیا ہے کہ ایک حبشی جو مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا، رات کے وقت انتقال کر گیا،لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی وفات سے آگاہ نہ کیا اور اسے دفن کر دیا، آپ ﷺ نے اگلے روز اس کی قبر پر جا کر دعا مانگی اور فرمایا یہ قبریں اندھیری جگہ ہیں ان پر میری دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ انہیں منور کر دیتا ہے۔(۷۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پختہ قبر بنانے کی ممانعت کی ہے، تاہم آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کی قبر پر پتھر رکھ کر نشان لگایا تھا۔(۷۲) جس سے قبر پر نشان لگانے کی اجازت ثابت ہوتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی حضرت ام کلثومؓ کا جب انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا، جس شخص نے گذشتہ رات اپنی بیوی سے مجامعت نہ کی ہو، وہ قبر میں اترے، اس پر ایک صحابیؓ آگے بڑھے، آپ ﷺ نے انہیں قبر میں اترنے کا حکم دیا اور انہوں نے حضرت ام کلثومؓ کے جسد

مبارک کو قبر میں اتارا، اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔(۷۳)

اسی طرح حضرت انسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات میں حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کا رونا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں تسلی دینا بھی روایت کیا ہے۔(۷۴)

ایک مرتبہ آپ ﷺ بنونجار کی ایک بے آباد جگہ میں تشریف لے گئے، کچھ ہی دیر کے بعد آپ ﷺ وہاں سے واپس آئے، اور فرمایا، اگر مجھے یہ (اندیشہ) نہ ہوتا کہ تم لوگ مردوں کو دفن نہ کیا کرو گے، تو میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا کہ وہ تمہیں عذاب قبر سنوا دیتا، جو مجھے سنائی دیتا ہے۔(۷۵)

حضرت انسؓ نے اس مضمون کی متعدد روایات نقل کی ہیں۔(۷۶)

۴۔ زکوٰۃ وصدقات:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود صدقات تو نہ لیتے تھے لیکن ہدیہ قبول فرما لیتے تھے، حضرت انسؓ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کی خادمہ حضرت بریرہؓ کو صدقے کا گوشت ملا، انہوں نے اس کو پکایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا اے بریرہؓ! کیا تم ہمیں اس میں شامل نہیں کرو گی، انہوں نے کہا یا رسول اللہ یہ تو صدقہ ہے، فرمایا وہ تیرے لئے صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔(۷۷) جس سے اس مسئلے کا پتہ چلتا ہے کہ ملکیت بدل لینے سے احکام بھی بدل جاتے ہیں۔

آنحضور ﷺ کی بے پایاں فیاضی:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو دست سوال دراز کرنے کے بجائے اپنے ہاتھ کی محنت سے کمانے کی ترغیب دیا کرتے تھے، اس ضمن میں حضرت انسؓ نے یہ واقعہ روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ ﷺ نے پوچھا تمہارے گھر میں کچھ ہے؟ اس نے ایک کمبل اور ایک پیالہ لا کر پیش کیا، آپ ﷺ نے اسے دو درہموں کے عوض فروخت کر دیا ایک درہم کے بدلے گھر کا سامان خریدنے کا حکم دیا، اور دوسرے درہم کے عوض اسے کلہاڑا خرید کر عطا کیا اور اس کے ساتھ اسے محنت کرنے کی ہدایات فرمائی۔(۷۸) چنانچہ چند ہی دنوں میں اس کے حالات بدل گئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عفو و درگذر کے بہت اونچے مقام پر فائز کر رکھا تھا، ایک مرتبہ ایک بدو جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نجرانی چادر کو زور سے کھینچ کر یہ کہا اے محمد ﷺ

مجھے اس مال میں سے دو، جو اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے، آپ ﷺ اس کو دیکھ کر مسکرائے اور پھر اسے مال دینے کا حکم دیا تھا، حالانکہ ان کی گستاخی اس کو سزا کا حق دار بنا رہی تھی۔ (۷۹)

جنگ حنین کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تالیف قلوب کے لئے مکی نومسلموں کو زیادہ مال دیا تو بعض انصاری صحابہؓ نے اس پر اعتراض کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر انصار مدینہ کو خطبہ دیا اور فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ اپنے گھروں میں مال و دولت لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے ہمراہ لے جاؤ؟ اس پر انصار خوش ہو گئے۔ (۸۰) اس سلسلے میں جنگ حنین کا پورا قصہ اور تالیف قلوب کے لئے دیئے جانے والے عطیات کی تفصیل بھی حضرت انسؓ نے بیان کی ہے۔ (۸۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی صحابیؓ کو پہاڑوں کے درمیان بکھرا ہوا ریوڑ مرحمت فرمایا تو اس نے لوگوں کو جا کر کہا کہ اے لوگو! اسلام لے آؤ، اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنے بڑے عطیے دیتے ہیں کہ محتاجی کا اندیشہ نہیں رہتا۔ (۸۲)

۵۔ حج و عمرہ:

حج اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے زندگی میں استطاعت ہونے کی صورت میں ایک مرتبہ فرض کیا ہے، اس میں دکھاوا اور ریاکاری بالکل نہیں ہونی چاہیے، خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پرانے کپڑے اور ایک مخملی چادر کے ساتھ، جس کی قیمت چار درہموں کے برابر یا اس سے بھی کم تھی حج کیا اور پھر فرمایا اے اللہ یہ حج ہے، نہ دکھاوا ہے، اور نہ ہی سنوا وا۔ (۸۳)

حجة الوداع:

حضرت انسؓ نے ۱۰ ہجری میں حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا تھا، وہ اس موقع پر حضرت ابوطلحہؓ کے ساتھ ان کی اونٹنی پر سوار تھے، ان کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر عصر کی نماز کے وقت ذوالحلیفہ (بیئر علی) پہنچے اور دو رکعتیں ادا کیں، پھر وہیں رات بسر کی، اگلے روز سوار ہوئے، اللہ کی حمد کی اور تکبیر پڑھی، پھر آپ ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ کہا اور صحابہ کرامؓ نے بھی آپ کے ہمراہ تلبیہ کہا، جب تمام لوگ مکہ مکرمہ آ گئے تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ لوگ عمرہ کر کے احرام کھول دیں، پھر جب یوم الترویہ (۸/ ذوالحجہ) ہوا تو لوگوں نے حج کا احرام

باندھا، اس سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی اونٹوں کی کھڑے ہونے کی حالت میں قربانی کی اور آپ ﷺ نے مدینے میں سانولے رنگ کے دو مینڈھے ذبح کئے۔ (۸۴) حجۃ الوداع میں خود آپ نے احرام اس لئے نہیں کھولا کہ آپ نے قران کی نیت کی تھی اور آپ ﷺ یہ نیت کر کے ہدی قربانی کے جانوروں کو آگے بھیج چکے تھے۔ (۸۵) اس سال حضرت علیؓ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے علاقے میں عاملؒ بنا کر بھیجا تھا، وہ راستے میں آپ ﷺ کو ملے، آپ نے ان سے پوچھا کہ تم نے کیا نیت کی ہے کیوں کہ تمہاری بیوی (حضرت فاطمہؓ) ہمارے ساتھ ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے وہی نیت کی ہے جو آپ ﷺ کی ہے، فرمایا نہیں اس لئے کہ ہمارے ساتھ ہدی (قربانی) کے جانور ہیں۔ (۸۶)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے قران کیا تھا، لیکن آپ نے حج میں تمتع کو پسند فرمایا، اسی سال جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کے بال منڈوائے تو حضرت ابوطلحہؓ نے سب سے پہلے آپ ﷺ کے سر کے بال لیے۔ دوسری روایت میں ہے کہ پھر آپ نے انہیں دوسرے لوگوں میں تقسیم فرما دیا۔ (۸۷)

حضرت انس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار عمروں کی تفصیل بھی بیان کی ہے، پہلا عمرہ آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے زمانے میں کیا، (جو نامکمل رہا) دوسرا عمرہ آئندہ سال ذوالقعدہ میں کیا، تیسرا عمرہ بھی (غالباً فتح مکہ کے بعد) ذوالقعدہ ہی میں جعرانہ سے کیا، اور چوتھا عمرہ حج کے ساتھ ادا فرمایا۔ (۸۸)

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء (۷ ہجری) ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ آئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے آگے چل رہے تھے، اور یہ شعر پڑھ رہے تھے:

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ

الیوم نضربکم علی تنزیلہ

حضرت عمرؓ نے عبداللہؓ کو ٹوکا اور کہا، اے ابن رواحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور حرم میں تم یہ شعر پڑھ رہے ہو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر انہیں کچھ نہ کہو، یہ شعر ان پر تیر کی نوک سے بھی زیادہ اثر کر رہے ہیں۔

ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کے وقت حضرت انس سے فرمایا کہ انس مجھے کھانے کے لئے کچھ لا دو، میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں۔ حضرت انسؓ نے ایک برتن میں کھجوریں اور دوسرے

میں پانی لاکر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو کوئی شخص ایسا ہو جو میرے ساتھ سحری کرے، وہ حضرت زیدؓ بن ثابت کو بلا لائے، حضرت زیدؓ آئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ابھی ابھی ستو پیئے ہیں اور میرا ارادہ روزہ رکھنے کا ہے، فرمایا میں بھی روزے کی نیت سے سحری کھا رہا ہوں، چنانچہ پھر دونوں نے سحری کھائی، اس وقت حضرت بلالؓ اذان دے چکے تھے، پھر آپ ﷺ نے نکل کر نماز پڑھائی۔ (۸۹)

سحری و افطاری کے معمولات:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ افطار کرتے وقت تازہ کھجوریں تناول فرماتے، اگر تازہ کھجوریں نہ ملتیں تو آپ ﷺ چھوہاروں سے روزہ افطار کرتے، اگر وہ بھی نہ ملتے تو پھر پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔ (۹۰)

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند نظر نہ آنے کی بنا پر روزہ رکھ لیا، مگر دن چڑھے کچھ لوگوں نے آکر چاند دیکھنے کی شہادت دی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ روزہ افطار کرلیں اور اگلے دن نماز عید کی ادائیگی کے لئے نکلیں۔ (۹۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل روزے رکھتے تھے، مگر آپ نے صحابہ کرامؓ کو منع کیا اور فرمایا مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔ (۹۲) آپ ﷺ کے ہمراہ رمضان المبارک میں روزے دار بھی سفر کرتے اور بغیر روزے والے بھی، مگر کوئی شخص دوسرے پر نکتہ چینی نہ کرتا۔ (۹۳) آپ ﷺ مسلسل نفلی روزے رکھتے، یہاں تک کہ لوگ یہ سمجھتے کہ آپ افطار نہیں کریں گے، اور پھر جب افطار کرتے، تو لوگ یہ خیال کرتے کہ اب آپ ﷺ روزہ نہیں رکھیں گے۔ (۹۴) رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کا بھی معمول تھا، ایک سال اعتکاف نہ کیا تو آئندہ سال ۲۰ دنوں کا اعتکاف فرمایا۔ (۹۵)

۷۔ شادی بیاہ سے متعلق معمولات:

اسلام ایک اجتماعیت پسند مذہب ہے، اسی لئے اس میں نکاح کو زندگی کا ایک لازمی حصہ قرار دیا گیا ہے، اسی بنا پر نبی اکرم ﷺ لوگوں کو تبتل یعنی تنہا زندگی گزارنے کے بجائے شادی شدہ زندگی اختیار کرنے کا حکم دیتے تھے اور تبتل سے سخت الفاظ میں منع فرماتے تھے۔ (۹۶) اس سلسلے میں حضرت انسؓ نے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کو آزاد کردیا اور ان کی آزادی کو ہی ان کا

مہر قرار دیا۔ (۹۷) بہت سی مسلمان خواتین آپ سے نکاح کی خواہش رکھتی تھیں، لیکن آپ نے محدود تعداد میں نکاح فرمائے، ایک مرتبہ ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور آ کر عرض کیا، یا رسول اللہ کیا میں آپ کے کوئی کام آسکتی ہوں، (مطلب یہ تھا، کہ آپ مجھ سے نکاح کرلیں) مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ (۹۸)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت صفیہؓ سے نکاح کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تین یوم تک مقیم رہے اور ان کے ولیمے میں آپ ﷺ نے صحابہؓ کو ستو اور کھجور کھلائی۔ (۹۹)

حضرت انسؓ نے حضرت زینبؓ اور حضرت زیدؓ کے مابین تعلقات کی کشیدگی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کرنے کا پورا واقعہ بیان کیا ہے، انہوں نے بتایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے مابین جدائی ہو جانے کے بعد حضرت زیدؓ ہی کو اپنا وکیل بنا کر بھیجا، جس پر حضرت زینبؓ دوسری ازواجؓ کے سامنے فخر کیا کرتی تھیں کہ دوسری ازواج کے نکاح ان کے گھر والوں نے کئے ہیں، مگر ان کا نکاح خود رب العالمین نے کیا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ولیمے میں اپنے قریبی احباب کو گوشت روٹی کھلائی، یہاں تک کہ کھانے والے شکم سیر ہو گئے۔ (۱۰۰) اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے حجاب کا حکم نازل فرمایا۔ (۱۰۱) اس موقع پر تین یا دو افراد نے اپنی گفتگو کو طویل کر دیا تھا، جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی تھی۔ (۱۰۲)

حضرت انسؓ نے حضرت صفیہؓ کے ولیمے میں بھی شرکت کی تھی، جس میں چمڑے کے دسترخوان پر کھجور اور گھی رکھ دیا گیا تھا۔ جسے صحابہؓ نے تناول کیا۔

ازواج مطہراتؓ کے بہت سے باہمی نزاعات بھی حضرت انسؓ کی روایات کا موضوع ہیں، حضرت عائشہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہما کے مابین نزاع کی روایات دوسرے کئی صحابہؓ کی طرح حضرت انسؓ نے بھی روایت کی ہیں، انہوں نے بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت عائشہ کے گھر میں ان کا حضرت زینبؓ بنت جحش سے جھگڑا ہو گیا، جس کی بنا پر نماز کے لئے باہر نکلنے میں آپ کو تاخیر ہوگئی، حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو باہر سے آواز دے کر بلایا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نماز کے لئے نکلیں اور ان کے منہ میں خاک ڈال دیں، نماز کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ کو سخت الفاظ میں ڈانٹ ڈپٹ کی۔ (۱۰۳)

حضرت انسؓ نے ہی بتایا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کو طلاق دے دی تھی، مگر پھر رجوع کر لیا تھا۔ (۱۰۴) اسی طرح (غالباً سن ۵ ہجری) میں آپ ﷺ نے ازواج

مطہرات رضی اللہ عنہم سے الگ رہنے کی قسم کھالی تھی، اور ۲۹ دنوں کے بعد ازواجؓ کے گھر میں دوبارہ تشریف لائے تھے اور واقعہ تخییر پیش آیا تھا۔(۱۰۵)

۸۔خرید وفروخت کے معمولات:

کتاب البیوع کے تحت حضرت انسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خرید وفروخت سے متعلق بہت سے معمولات نقل کئے ہیں، وہ بتاتے ہیں کہ ایک بار مدینہ منورہ میں اشیائے صرف کے بھاؤ چڑھ گئے، لوگوں نے کہا رسول اللہ ﷺ اشیائے صرف کے بھاؤ چڑھ گئے ہیں، آپ بھاؤ مقرر کر دیجئے، مگر آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ہی بھاؤ مقرر کرنے والا، تنگ کرنے، کشادہ کرنے اور روزی دینے والا ہے، اور میں یہ چاہتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ سے ملوں تو کوئی شخص مجھ سے خون یا مال کے متعلق مطالبہ کرنے والا نہ ہو۔(۱۰۶) اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ بحثیت حاکم وسیع القلب تھے، لوگوں کو آسانیاں بہم پہنچانا چاہتے تھے۔

آپ ﷺ اپنے معاملات بہت ہی احسن طریقے سے انجام دیتے تھے، ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری لڑکے (دوسرے روایت کی رو سے ابوطیبہ) کو بلایا، اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھنے لگائے، آپ ﷺ نے اسے ایک یا دو صاع اجرت دی، اور اس کے مالکوں سے کہا، کہ وہ اس سے جو لگان لیتے ہیں اسے کم کر دیں۔(۱۰۷)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی بڑی سادہ تھی، آپ ﷺ کی ہر چند تنگی ترشی کے ساتھ گزر بسر ہوتی تھی مگر زبان مبارک پر ہمیشہ شکر وحمد کے الفاظ جاری رہتے، حضرت انسؓ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو کی روٹی اور چربی لاتے، وصال کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ ایک یہودی کے ہاں گروی تھی، آپ ﷺ نے اس کے بدلے اپنے گھر والوں کے لئے کچھ جو لئے تھے، حضرت انسؓ کہا کرتے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کبھی ایک صاع (چار کلو) کی مقدار میں بھی گندم اور غلہ ایک شام ذخیرہ نہ رہا، حالانکہ آپ ﷺ کے پاس اس وقت نو بیویاں تھیں۔(۱۰۸)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رعایا کے ساتھ، لین دین کے معاملے میں بڑی نرمی اور آسانی کا معاملہ فرماتے تھے کہ حتی کہ بعض غیر مسلم شان اقدس میں گستاخی کرتے تو بھی عفو ودرگذر فرماتے، ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ کو ایک نصرانی کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ اسے کہو کہ وہ فراخی کے وقت (میسر) تک کے لئے ہمیں کچھ کپڑے ادھار قیمت پر دے دے، وہ اس کے پاس آپ ﷺ کا

پیغام لے کر گئے، تو اس نے کہا یہ فراخی کا وقت کیا ہے، اور یہ کب ہوگا؟ اللہ کی قسم ہمیں نہ تو محمد ﷺ پر بھروسہ ہے اور نہ ہی ان کی رعایت ہے؟ نہا انسؓ آپ ﷺ کے پاس واپس آیا اور آپ کو اس کی بات بتائی، آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے، میں تو سب سے بہتر خریداری کرنے والا ہوں، اگر کوئی شخص کئی پیوند لگے ہوئے کپڑے پہن لے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کوئی شے گری رکھ کر کوئی ایسی شے حاصل کرے، جو اس کے پاس موجود نہ ہو۔(۱۰۹)

حضرت انسؓ کی والدہ ام سلیمؓ نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے کھیت میں سے ایک کھجور کا درخت دیا ہوا تھا، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انا حضرت ام ایمن کو عطا کر دیا تھا، لیکن جب خیبر کا علاقہ فتح ہو گیا تو آپ ﷺ نے یہ درخت واپس کر دیا، اور حضرت ام ایمن کو اپنے باغ میں سے ایک درخت دے دیا۔(۱۱۰)

۹۔ احکام اسلام کا اجرا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بڑا ہی مہربان اور تمام عالم کے لئے مجسمہ شفقت ورحمت بنایا تھا، صحابہ کرامؓ نے اس نوع کے کئی واقعات نقل کئے ہیں، جن سے آپ ﷺ کی نرم دلی صفتِ عفوودرگزر کا پتہ چلتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک گناہ کیا ہے، آپ ﷺ مجھ پر حد جاری کیجئے، کچھ دیر کے بعد نماز کا وقت ہو گیا، نماز کے بعد وہ شخص پھر کھڑا ہوا اور اپنی درخواست دہرائی آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرا گناہ یا فرمایا، تیری حد معاف کر دی ہے۔(۱۱۱)

اسی طرح ایک مرتبہ ایک شخص نے دوسرے شخص پر قتل کا مقدمہ کر دیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعی سے کہا کہ تو اسے معاف کر دے، اس نے انکار کر دیا، فرمایا اس سے دیت لے لو، وہ یہ بھی نہ مانا، آپ ﷺ نے فرمایا پھر جاؤ اور جا کر اس سے بدلہ لے لو، اب تو بھی ویسا ہی ہوگا جیسا کہ وہ ہے، چنانچہ وہ آدمی قاتل کے پاس پہنچا، ابھی وہ اس سے بدلہ لینے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ تو نے نہیں سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ پھر تو بھی ویسا ہی ہوگا، جیسا وہ ہے، اس پر اس نے قاتل کو معاف کر دیا۔(۱۱۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت عفوورحمت کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ نے اس یہودی عورت کو بھی معاف کر دیا تھا، جس نے آپ کو زہر دینے کی کوشش کی تھی۔(۱۱۳)

۱۰۔ خورد و نوش کے معمولات:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فراغت کے بعد اپنی انگلیوں کو تین مرتبہ چاٹتے تھے، اور جب کوئی لقمہ نیچے گر جاتا تو آپ ﷺ فرماتے کہ اس سے مٹی صاف کر کے اسے کھالینا چاہئے اور برتن کو اچھی طرح صاف کر لینا چاہئے، اس لئے کہ تم نہیں جانتے کہ کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔ (۱۱۴) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی چھوٹے برتن میں کھایا نہ کبھی چپاتی کھائی اور نہ ہی کبھی آپ ﷺ نے دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا کھایا (۱۱۵) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کے کھانے کی ترغیب دیتے تھے، آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے، رات کا کھانا ضرور کھاؤ، خواہ ردی کھجور کا ایک کف دست ہو، اس لئے کہ رات کا کھانا چھوڑ دینا جلد بڑھاپا لاتا ہے۔ (۱۱۶) حضرت انس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانے کے مختلف آداب بھی روایت کئے ہیں، مثال کے طور پر کھانا کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھ کا دھولینا، (یا وضو کرنا) کھانے کے وقت جوتے اتار دینا، وغیرہ۔ (۱۱۷) آپ کو کھانے میں نمک، کدو، (۱۱۸) کھجور (۱۱۹) تازہ تربوز (۱۲۰) شوربہ، گوشت میں رانیں اور بازو (۱۲۱) پسند تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک پیالے میں پانی نوش فرمایا کرتے تھے جو کہ لکڑی کا بنا ہوا تھا، جب وہ ٹوٹ گیا تو اسے چاندی کے ساتھ جوڑ دیا گیا۔ (۱۲۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عام طور پر کھڑے ہو کر کھانا یا پینا پسند نہ تھا، اور آپ ﷺ اس سے لوگوں کو منع کیا کرتے تھے۔ (۱۲۳) لیکن آپ ﷺ نے حضرت ام سلیمؓ کے گھر میں چھت کے ساتھ لگے ہوئے چمڑے کے مشکیزے سے منہ لگا کر اور کھڑے ہو کر پانی پیا، حضرت ام سلیمؓ نے اس مشکیزے کو برکت کے لئے اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ (۱۲۴) آپ ﷺ پانی تین سانسوں میں پیا کرتے تھے۔ (۱۲۵)

پانی یا کچھ اور تناول کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ اپنا بچا ہوا پانی اپنے دائیں بیٹھے ہوئے شخص کو مرحمت فرماتے، ایک مرتبہ آپ ﷺ کے دائیں ایک بدو تھا اور بائیں طرف حضرت ابوبکر تھے، مگر آپ ﷺ نے اپنا جھوٹا بدو کو ہی دیا۔ (۱۲۶)

۱۱۔ معمولات لباس:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر نہ تو ریشمی لباس پہنا اور نہ اسے اپنے لئے پسند کیا البتہ

خواتین کے لئے اسے آپ ﷺ نے جائز قرار دیا ہے، چنانچہ حضرت انسؓ نے حضرت زینبؓ کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے انہیں ریشمی قمیص اور حضرت ام کلثومؓ کو ریشم کی بنی ہوئی چادر پہنے ہوئے دیکھا تھا، (۱۲۷) خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حیرہ چادر بہت پسند تھی۔ (۱۲۸) حضرت انسؓ نے یہ بتایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبطی قمیص پہنا کرتے تھے، جس کی لمبائی بھی کم ہوتی اور جس کے بازو بھی چھوٹے ہوتے تھے۔ (۱۲۹) آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی صرف خط لکھنے کی ضرورت کے تحت بنوائی تھی جس پر ''محمد رسول اللہ'' کندہ تھا، یہ انگوٹھی حضرت ابوبکر ان کے بعد حضرت عمر اور ان کے بعد حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں رہی، مگر ایک مرتبہ وہ بیئر اریس کے کنارے بیٹھے تھے انگوٹھی کنوئیں میں گر گئی، انہوں نے کنویں کا تمام پانی نکلوایا مگر انگوٹھی نہ مل سکی۔ (۱۳۰)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب وصال ہوا، آپ ﷺ کی داڑھی میں گنتی کے چند بال سفید تھے، اسی لئے آپ ﷺ کو خضاب کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی، لیکن حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں حنا (مہندی) اور کتم کا خضاب لگاتے تھے، حضرت ابوبکرؓ کے والد ابو قحافہ فتح مکہ کے دن جب آپ ﷺ کے سامنے آئے تو ان کی ڈاڑھی اور سر کے بال بالکل سفید تھے۔ آپ نے اسے ناپسند کرتے ہوئے فرمایا اسے کسی اور رنگ میں رنگ دو، البتہ وہ کالا رنگ نہ ہو۔ (۱۳۱)

حضرت انسؓ نے ہی یہ بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی، آپ ﷺ خوشبو کا تحفہ بہت پسند فرماتے تھے۔ آپ سر پر اکثر تیل لگاتے اور اپنی ڈاڑھی مبارک میں کنگھی فرماتے۔ (۱۳۲) آپ ﷺ کے جوتے میں دو تسمے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے صوف بھی پہنا تھا۔ (۱۳۳)

۱۲۔ علاج معالجے کے متعلق معمولات:

حضرت انسؓ نے علاج معالجے کے متعلق بھی بہت سی روایات نقل کی ہیں، انہوں نے ہی یہ بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گردن کے دونوں طرف پچھلی جانب ہر ماہ کی سترھویں، تیرھویں اور اکیسویں تاریخ کو پچھنے لگواتے تھے۔ (۱۳۴) اور دوسروں کو بھی اسی کا حکم دیتے تھے، ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے شب معراج میں یہ کہا گیا کہ آپ اپنی امت کو پچھنے لگوانے کا حکم دیں۔ (۱۳۵) نبی اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ کی چھوٹی موٹی بیماریوں کا علاج بھی خود ہی فرماتے تھے، مثلاً آپ ﷺ نے حضرت اسعدؓ بن زرارہ کو درد کی بنا پر داغا، اسی طرح آپ ﷺ کے روبرو حضرت ابو

طلحہؓ نے حضرت انسؓ کو داغا۔ (۱۳۶)

آپ ﷺ مریضوں کی عیادت بھی کرتے اور اسی کی دوسروں کو ترغیب دیتے تھے، عیادت کے وقت آپ ﷺ بیماروں کو تسلی دینے کے لئے اچھی اچھی باتیں کرتے، مثلاً یہ کہ کافرۃ وظہور (گناہوں کا کفارہ اور روحانی طہارت کا ذریعہ ہے) ایک بدو کی بیماری کے وقت جب آپ ﷺ نے یہ کہا تو اس نے کہا، نہیں یہ تو ابلتا ہوا بخار ہے، جو ایک بوڑھے کو چڑھا ہے، جو اسے قبر میں لے جائے گا، آپ نے اس بات کو ناپسند کیا اور اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے۔ (۱۳۷) عام طور پر آپ مریضوں کی عیادت کے لئے پیدل چل کر جاتے، لیکن کئی مرتبہ سوار ہو کر بھی گئے، عام طور پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تین دنوں کے بعد عیادت اور بیمار پرسی کے لئے جاتے تھے۔ (۱۳۸) اس موقع پر آپ ﷺ یہ دعا بھی پڑھتے:

اذھب الباس رب الناس اشف انت الشافی لاشافی الا انت اشف شفاء لا یغادر سقماً۔ (۱۳۹)

۱۳۔ معاشرتی آداب:

حضرت انسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کی معاشرتی زندگی اور آپ ﷺ کی ذاتی معاشرت کے متعلق بھی بہت سی روایات نقل کی ہیں، مثلاً یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہتے تھے، حتیٰ کہ میرا ایک چھوٹا بھائی تھا، آپ ﷺ اسے فرماتے اے ابوعمیر تیری نغیر (ایک چھوٹی چڑیا) نے کیا کیا۔ (۱۴۰)

آپ ﷺ صحابہ کرامؓ سے (دل لگی) بھی فرماتے تھے، مگر اس طرح کہ کوئی غلط یا جھوٹی بات زبان سے نہ نکالتے، ایک مرتبہ آپ نے ایک صحابیؓ سے کہا میں تجھے اونٹنی کا بچہ دوں گا، اس نے کہا یا رسول اللہ میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟ فرمایا ہر اونٹ اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے۔ (۱۴۱) موقع محل کے مطابق آپ ﷺ صحیح اور موزوں الفاظ کا انتخاب فرماتے، ایک مرتبہ ایک صحابی انجشہ اونٹوں کو ہانک رہے تھے اور اونٹوں پر ازواج مطہراتؓ بیٹھی تھیں، آپ ﷺ نے انجشہ سے فرمایا اے انجشہ اونٹوں کو ذرا آہستہ چلاؤ، مبادا شیشے ٹوٹ جائیں، عورتوں کو ان کی نازک مزاجی کی بنا پر شیشوں سے مشابہت دینا ایک اعلیٰ ادبی نکتہ ہے۔ (۱۴۲)

حضرت انسؓ کو آپ ﷺ پیار اور شفقت سے "اے دو کانوں والے" کہہ کر پکارتے۔ (۱۴۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک عادتوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ ہر شخص کی دعوت قبول فرما

لیتے تھے، چنانچہ ایک یہودی نے آپ ﷺ کو جو کی روٹی اور چربی کھانے کی دعوت دی تو آپ نے قبول کر لی۔ (۱۴۴) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر اور ان کا شکر بجالانے کی بھی آپ نے امت کو تعلیم دی، حضرت انسؓ بتاتے ہیں کہ ایک بار ہمیں بارش نے آن لیا تو آپ ﷺ نے اپنے جسم کے کچھ حصے سے کپڑا ہٹالیا، تاکہ بارش براہ راست آپ کے جسم پر پڑے، ہم نے پوچھا، یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ فرمایا اس لئے کہ یہ بارش میرے رب کی طرف سے تازہ تازہ اتری ہے۔ (۱۴۵) آپ ﷺ خوشی کے موقعوں پر اپنے متوسلین کا بھی خیال رکھتے تھے، چنانچہ حضرت انسؓ کے مطابق ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی، اس وقت ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بھی آپ کے پاس موجود تھیں آپ ﷺ نے فرمایا، اور یہ؟ اس نے کہا نہیں، فرمایا پھر تمہاری دعوت ہمیں قبول نہیں وہ تھوڑی دیر کے بعد پھر آیا، اور مکرر دعوت دی، آپ ﷺ نے وہی الفاظ دہرائے، تیسری مرتبہ اس نے حضرت عائشہؓ کا آنا بھی قبول کیا، تو آپ ﷺ نے اس کی دعوت قبول کر لی اور پھر آپ دونوں اس کے گھر تشریف لے گئے۔ (۱۴۶)

معاشرتی طور پر آپ ﷺ میل جول کو بے حد پسند فرماتے تھے۔ جس کی علامت ''السلام علیکم'' ہے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ السلام اللہ تعالیٰ کے بابرکت ناموں میں سے ہے، لہذا اسے زمین پر پھیلاؤ، خود آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ بچوں کے قریب سے گزرتے تو انہیں بھی سلام کرتے۔ (۱۴۷) ان کے سروں پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے۔ آپ ﷺ نے حضرت انسؓ کو یہ وصیت فرمائی کہ اے میرے بیٹے جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو انہیں ضرور سلام کرو، اس سے تم پر اور تمہارے گھر والوں پر برکت اترے گی۔ (۱۴۸) آپ ﷺ صحابہؓ کے ساتھ مصافحہ فرماتے اور صحابہؓ بھی ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے۔ اہل کتاب خصوصاً یہودی آپ ﷺ کو سلام کرتے، لیکن ان میں کچھ لوگ سلام کے بجائے السام (موت) کہہ جاتے، اس لئے ایسے موقعوں پر آپ صرف وعلیکم پر اکتفا فرماتے۔ آپ کا اپنا گھر میں آنے کا معمول یہ تھا کہ آپ یا تو شام کو گھر آتے، یا صبح کے وقت، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے ناخنوں کے ساتھ بجائے جاتے تھے۔ (۱۴۹) یعنی بہت آہستگی کے ساتھ تاکہ آپ ﷺ بے آرام نہ ہوں۔

۱۴۔ جہاد و مغازی سے متعلق معمولات:

حضرت انسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کئی غزوات میں بھی حصہ لیا، جن کے متعلق انہوں نے بہت سے چشم دید واقعات روایت کئے ہیں، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوات کے

متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں اے اکثم سفر کے لئے بہتر رفقا چار ہیں، بہترین سریہ چار سو افراد کا اور بہترین لشکر چار ہزار افراد کا ہے اور اگر کوئی لشکر بارہ ہزار ہو جائے، تو وہ کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔

(۱۵۰) جب آپ ﷺ کسی لشکر کو روانہ فرماتے تو انہیں تاکید کرتے تم نہ تو کسی بوڑھے کو قتل کرنا، اور نہ کسی بچے، کسی عورت کو مارنا، نہ خیانت کرنا، اپنی غنیمتوں کو ایک جگہ جمع کرنا، اصلاح اور بہتری کا خیال رکھنا اور نیک سلوک کرنا، اللہ تعالیٰ نیک سلوک کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (۱۵۱)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ حضرت ام سلیمؓ اور کچھ انصاری عورتوں کو اپنے ہمراہ غزوات میں لے جایا کرتے تھے، جو لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ (۱۵۲) غزوۂ احد کے دن ازواج مطہرات اپنی پشتوں پر پانی کے مشکیزے اٹھا اٹھا کر لا رہی تھیں انہوں نے اپنے ٹخنوں کو کھول رکھا تھا، اور مجاہدین اسلام کو پانی پلا رہی تھیں۔ (۱۵۳)

حضرت انسؓ ہی نے بنو سلیم کے ہاتھوں ستر قرا کی شہادت کا بھی واقعہ بیان کیا ہے جسے غزوۂ رعل وذکوان بھی کہا جاتا ہے، غزوہ بدر کے موقع پر حضرت انسؓ موجود تھے، انہوں نے اس واقعے کے متعلق بہت سی باتیں روایت کی ہیں، مثلاً غزوۂ احد (۱۵۴) اس میں حضرت انسؓ بن النضر کی بہادری کا واقعہ (۱۵۵) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس غزوے میں سامنے کے چار دانتوں کے ٹوٹنے کا واقعہ۔ (۱۵۶) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت ابوطلحہؓ کی قربانی اور جاں نثاری (۱۵۷) غزوۂ خندق کے دن انصار کا رجز، **نحن الذین بایعوا محمداً، علی الجهاد مابقینا ابداً** اور نبی اکرم صلی اللہ کا جواب **اللهم لا عیش الاعیش الآخره فاکرم الانصار والمهاجره**۔ (۱۵۸) وغیرہ کے واقعات بھی انہوں نے روایت کئے ہیں۔ (۱۵۹) اسی طرح انہوں نے غزوۂ خیبر (۱۶۰) میں حضرت صفیہؓ سے نکاح اور ان کے ولیمے کا واقعہ، صلح حدیبیہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز کے دوران میں حملے کا واقعہ (۱۶۱) غزوۂ حنین (۱۶۲) کے واقعات بھی انہوں نے روایت کئے ہیں۔

انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی پیشگوئیاں بھی روایت کی ہیں، مثال کے طور پر آفاق اور قزوین کی فتح کی بشارت۔ (۱۶۳) کی روایت بھی انہوں نے روایت کی ہے۔

فضائل ومناقب:

حضرت انسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے مناقب وفضائل بھی

روایت کئے ہیں، مثلاً انبیائے کرام علیہم السلام کے مناقب (تین روایات) نبی اکرم ﷺ کے مناقب (۱۱۰ احادیث، بشمول معجزات والی آیات) حضرت ابوبکر وعثمان رضی اللہ عنہم کے مناقب (چار روایات) حضرت عائشہ (ایک روایت) اور حضرت عمر کے فضائل (پانچ روایات)، حضرت عثمانؓ (ایک روایت)، حضرت علیؓ کے فضائل (تین روایات)، حضرت ابی بن کعبؓ، (ایک روایت) حضرت انسؓ (نو روایات)، حضرت انس بن النضرؓ (ایک روایت)، حضرت ابراء بن مالکؓ، حضرت بلال (ایک ایک روایت) حضرت ثابت بن قیسؓ (تین روایات)، حضرت جلبیب، (ایک روایت)، حضرت حسینؓ (تین روایات)، حضرت حسنؓ (دو روایات)، حضرت زید بن ارقمؓ (ایک روایت)، حضرت زاہرؓ (ایک روایت) حضرت ابوطلحہؓ (چار روایات)، حضرت سعد بن معاذ (پانچ روایات)، حضرت جعفرؓ (ایک روایت) حضرت ابودجانہؓ (ایک روایت)، حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح (دو روایات)، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ (ایک روایت)، حضرت عبداللہ بن سلامؓ (ایک روایت)، حضرت قیس بن سعدؓ (ایک روایت)، حضرت ابوالدخداح ؓ (ایک روایت)، صحابہ کرامؓ مجموعی مناقب (۱۰ روایات)، اہل بیت نبوی، دو روایات) انصار (تیس روایات)، مدینہ منورہ (چھ روایات)، احد (دو روایاتؓ)، عسقلان (ایک روایت)، اشعری (ایک روایت)، اہل یمن (دو روایات)، بنوازد (ایک روایت) خواتین (ایک روایت) حضرت خدیجہؓ (تین روایات)، حضرت صفیہؓ (ایک روایت)، حضرت عائشہ صدیقہؓ (ایک روایت) اور حضرت ام سلیمؓ والدہ حضرت انسؓ، (چار روایت) نقل اور روایت کی ہے۔ (۱۶۴) ان تمام امور کا تعلق بالواسطہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نگاری سے ہیں۔

۱۵۔ دنیا سے بے رغبتی:

حضرت انسؓ نے بہت سی ایسی احادیث بھی روایت کی ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے بے رغبتی اور بے تعلقی کو ظاہر کرتی ہیں، مثال کے طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابیؓ سے جو مدینہ منورہ میں قبہ بنانا چاہتے تھے اعراض فرمانا، اس کا علم ہونے پر ان صحابی کا اسے منہدم کر دینا۔ (۱۶۵) اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نماز کے دوران میں مسجد کی دیوار پر جنت اور دوزخ کو دیکھنا (۱۶۶) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اے اللہ مجھے مسکین ہونے کی حالت میں زندہ رکھنا، اسی حالت میں وفات دینا اور انہی لوگوں کے ساتھ قیامت کے دن مجھے زندہ کر کے اٹھانا۔ اور یہ

ارشاد کہ اے عائشہؓ تم مسکینوں سے محبت رکھو، انہیں قریب کرو، اس لئے کہ اس کی بنا پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں اپنے قریب کرے گا۔ (۱۶۷) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی چپاتی نہیں کھائی اور نہ ہی کبھی بھنی ہوئی بکری تناول فرمائی (۱۶۸) ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ نے نبی اکرم ﷺ کو جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ پہلا کھانا ہے جو تیرے باپ نے تین دن کے بعد کھایا ہے۔ (۱۶۹)

حضرت انسؓ کے اس مجموعے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی زندگی کے متعلق بہت سی اہم باتوں کا بھی پتہ چلتا ہے، مثال کے طور پر یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر کھجور کی چھال بچھی ہوتی تھی، آپ ﷺ کا تکیہ چمڑے کا تھا جس میں باریک گھاس بھرا ہوا تھا۔ آپ کے اور بستر (فرش) کے درمیان صرف ایک چادر تھی۔ حضرت عمرؓ نے یہ سب دیکھا تو وہ رو پڑے تھے۔ (۱۷۰)

حضرت انسؓ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی العضباء تھی، جو نا قابل شکست تھی۔ ایک مرتبہ ایک بدو کے اونٹ نے اسے ہرا دیا اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شے بھی بڑھتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے گھٹا دیتا ہے۔ (۱۷۱)

۱۶۔ آئندہ دور کے فتنے اور علامات قیامت:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو اپنے بعد کے ایسے حالات سے بھی باخبر کر دیا تھا جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد پیش آنے والے تھے۔ حضرت انسؓ نے اس نوع کی اٹھارہ احادیث روایت کی ہیں، جن میں دجال (۱۷۲) فتنہ ارتداد (۱۷۳) مشاجرات صحابہؓ (۱۷۴) اور حضرت حسینؓ کی شہادت وغیرہ کی خبریں دی گئی ہیں۔ (۱۷۵)

علامات قیامت اور جنت و دوزخ کی روایات بھی منقول ہیں، حضرت انسؓ نے ان دونوں عنوانات پر ۱۶۱؍احادیث روایت کی ہیں۔ (۱۷۶)

مختصر یہ کہ حضرت انسؓ کی مسند سیرت طیبہ کے حوالے سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ابن عبد البر/ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب/ ج۱، ص۴۲/ احیاء التراث العربی، بیروت ۱۳۲۸ھ

۲۔ ایضاً

۳۔ ابن حجر/ الاصابہ/ ج۱،ص۴۲/ عدد ۲۷۷/ دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۲۸ھ

۴۔ الاصابہ/ ج۱،ص۴۲

۵۔ ابن الاثیر/ اسد الغابہ/ ج۱،ص۱۲۷، بیروت

۶۔ ابن عبد البر/ ج۱،ص۴۲، ۷۳

۷۔ مسلم الجامع الصحیح / استانبول ۱۳۲۹ھ/ ج ۷، ص ۱۵۹، مسند الجامع/ تحقیق وترتیب السید ابو المعاطی محمد النوری، احمد عبد الرزاق عید، ایمن ابراہیم الزرملی، محمود محمد خلیل/ بیروت ۱۴۱۳ھ، ۱۹۹۳ء/ ج۲،ص۴۲۵، رقم ۴۱۵۳، ۱۲۵۰

۸۔ مسند احمد/ ج۳،ص۱۱۱/ القاہرہ، مطبعہ المیمنیہ ۱۸۸۶ء/ البخاری، الادب المفرد/ مطبوعہ القاہرہ، طبع قصی محب الدین الخطیب ۹۷۴

۹۔ المسند جامع/ ج۱،ص ۱۸۱، ۲۶۷۔۲، ۲۷۱، ج۳، ۱، ۶۹

۱۰۔ ایضاً / ج۱،ص۱۸۱، ۲۰۸

۱۱۔ ایضاً / رقم ۲۶

۱۲۔ احمد بن حنبل/ مسند/ ج۳ص ۱۳۵

۱۳۔ احمد/ المسند/ ج۳،ص۱۵۵

۱۴۔ دیکھئے/ ج۱،ص۲۰۸ تا ۲۳۱، رقم ۴۹ تا ۹۳

۱۵۔ دیکھئے احمد بن حنبل/ مسند/ ج۳،ص۱۱۲، جامع المسانید/ ج۱،ص۲۰۸۔۲۳۱

۱۶۔ مسند احمد/ ج۳،ص۱۱۰

۱۷۔ ج۱/ص۲۳۰۔ جامع/ رقم ۲۹۵، ۹۲ تا ۲۹۶/ ۹۳

۱۸۔ المسند/ الجامع/ رقم ۹۴ تا ۳۶۵ (۱۹)

۱۹۔ مسند احمد/ ج۳،ص۱۲۸، ۱۲۹

۲۰۔ البخاری/ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل/ مطبوعہ الشعب المصورہ عن الطبعۃ السلطانیہ (۱۹ اجزاء)/ ج۱، ص ۹۷، ابن خزیمہ/ صحیح/ المکتب الاسلامی/ تحقیق ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی، حدیث ۱۵۹۲،

۲۱۔ احمد/ ج۱،ص۱۰۹، ۱۱۲، ۱۱۵، ۱۱۶

۲۲۔ احمد/ ج۳،ص ۱۳۸، ابو داؤد، سلیمان بن اشعث/ السنن/ مطبوعہ دار احیاء السنۃ، طبع محی الدین عبد الحمید/ رقم ۹۴۳

۲۳۔ احمد/ ج۳،ص۱۰۹، جامع/ ج۱،ص۲۳۹، رقم ۳۱۲

۲۴۔ احمد/ ج۳،ص ۱۰۱، مسلم/ ج۲،ص ۱۸۹، ابو داؤد/ السنن/ رقم ۱۳۱۲

۲۵۔ احمد/ ج۳/ ۱۱۸، رقم ۲۱۱، ابو داؤد/ رقم ۴۵۴

۲۶۔ احمد/ ج۳،ص۱۸۸، ۱۹۹، ابو داؤد/ رقم ۳۸۰

۲۷۔ احمد/ ج۳،ص۲۱۲، ابن ماجہ/ ابو عبد اللہ محمد بن یزید/ السنن/ دار احیاء التراث العربی، قاہرہ/ رقم ۱۰۲۴

۲۸۔ النسائی/ ابو عبد الرحمان احمد بن شعیب/ السنن (المجتبیٰ)/ المطبعۃ المصریہ الازہر، قاہرہ، ۱۳۴۸ھ/ ج۲،ص۵۶، جامع/ ج۱،ص۲۶۰، رقم ۳۴۷

۲۹۔ احمد/ ج۳،ص۱۴۵، ۲۲۶

۳۰۔ ابن خزیمہ/ ج۳ص۴۲۴

۳۱۔ احمد/ ج۳،ص۲۰۳، ابو داؤد/ رقم ۱۲۲۵

۳۲۔ جامع/ ج۱،ص۳۱۸، ۲۶۹، رقم ۲۶۱، ۳۶۳

۳۳۔ النسائی/ص ۸۲۸، جامع المسانید/ ج ۱، ص ۲۸۲

۳۴۔ احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۱۳۲، مسلم/ ج ۲، ص ۳۔

۳۵۔ ابن خزیمہ/ص ۳۷۰

۳۶۔ احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۱۱۱

۳۷۔ ایضاً/ ج ۳، ۳۹۔

۳۸۔ ایضاً/ ص ۲۲۶، جامع/ ج ۱، ص ۲۹۸

۳۹۔ احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۱۵۸، ابو داؤد/ رقم ۱۴۹۵

۴۰۔ احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۱۲۰، الترمذی ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ/ الجامع السنن/ مصطفیٰ البابی الحلبی، قاہرہ، ۱۳۵۶ھ/ رقم ۴۸۱

۴۱۔ الترمذی/ الجامع السنن/ رقم ۲۴۱

۴۲۔ ایضاً/ رقم ۵۷۶

۴۳۔ البخاری/ ج ۱، ۱۸۱، جامع/ ج ۱، ص ۳۰۴، رقم ۴۲۰، ۴۲۲، احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۱۰۱

۴۴۔ احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۱۰۱، ۲۲۴

۴۵۔ ایضاً/ ج ۳، ص ۲۰۲، البخاری/ ج ۱، ص ۱۹۱

۴۶۔ ابو عبد اللہ مالک بن انس/ الموطا/ مطبوعہ الشعب بالقاہرہ/ کتاب الصلوٰۃ، الداری/ رقم ۱۲۵، ۱۳۱۶

۴۷۔ احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۲۲۸، جامع حدیث ۴۷۲

۴۸۔ احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۱۶۷، ۲۵۲، مسلم/ ج ۲، ص ۹۹

۴۹۔ دیکھیے، جامع/ رقم ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۹۳

۵۰۔ احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۱۱۵، ۱۸۰، ۶۱۸، البخاری/ ج ۵، ص ۱۳۴

۵۱۔ احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۲۳۷، ابن ماجہ/ رقم ۱۱۰۲

۵۲۔ احمد بن حنبل/ ج ۱، ص ۲۴۹، ۲۶۷

۵۳۔ ایضاً/ ج ۳، ص ۱۸۷، ۱۹۰، مسلم/ ج ۲، ص ۱۴۵

۵۴۔ احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۱۱۰، الداری/ رقم ۱۵۱۶

۵۵۔ احمد بن حنبل/ ج ۳، ۱۷۶، البخاری/ ج ۲، ص ۲۱۰

۵۶۔ احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۲۴۷، مسلم/ ج ۲، ص ۱۵۱

۵۷۔ احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۱۰۳، ۱۷۸

۵۸۔ ابو داؤد/ ج ۳، ص ۲۱۷، البخاری/ ج ۲، ص ۹۳، ۹۹

۵۹۔ البخاری/ ج ۲، ص ۱۰۵ (کتاب الجنائز)

۶۰۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۸۴، البخاری/ ج ۲، ص ۱۰۵

۶۱۔ ابن ماجہ/ رقم ۱۴۷۰، جامع/ ج ۱، ص ۳۹۶/ رقم ۵۷۲

۶۲۔ احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۱۰۶، البخاری/ ج ۷، ص ۱۰۹، مسلم/ ج ۷، ص ۱۴۵،

۶۳۔ ابن ماجہ/ رقم ۴۲۶۱، الترمذی/ رقم ۹۸۳

۶۴۔ احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۱۰۱، ۱۱۸۰

۶۵۔ ایضاً/ ج ۳، ص ۱۵۱

۶۶۔ ابن ماجہ/ رقم ۱۴۸۳، مسند الجامع/ ج ۱، ص ۴۱۱، ۴۱۲، رقم ۵۹۳

۶۷۔ المسند/ الجامع، رقم ۵۳۲

۶۸۔ المسند الجامع/ رقم ۵۴۰، ۵۴۶

۶۹۔ ایضاً/ رقم ۵۴۷، ۵۴۸

۷۰۔ ایضاً/ رقم ۵۵۷، ۵۵۰، ۵۶۶

۷۱۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۵۰

۷۲۔ ابن ماجہ/ ج ۱۵۶۱

۷۳۔ البخاری/ ج ۲، ص ۱۰۰، احمد/ ج ۳، ص ۱۲۶

۷۴۔ ایضاً/ ج ۳، ص ۱۴۱، ابن ماجہ، رقم ۱۶۲۹، الترمذی/ الشمائل/ رقم ۳۹۷

۷۵۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۱۱

۷۶۔ الجامع/ رقم ۶۱۱، ۶۱۲

۷۷۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۱۷، ۲۷۶، مسلم/ ج ۳، ص ۱۱۹، رقم ۱۲۰

۷۸۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۰۰، ۱۱۴، ۱۲۶، ابو داؤد/ رقم ۱۶۴۱،

۷۹۔ احمد/ ج ۳، ص ۵۳، البخاری/ ج ۴، ص ۱۱۵،

۸۰۔ احمد/ ج ۳، ص ۲۲۴، مسلم/ ج ۳، ص ۱۰۵،
۸۱۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۹۰، ۲۷۹، البخاری/ ج ۵، ص ۲۰۱
۸۲۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۷۵۔۳/ ۲۵۹، مسلم/ ج ۷، ص ۷۴
۸۳۔ ابن ماجہ/ رقم ۲۸۹۰، الترمذی/ شمائل/ رقم ۳۳۴
۸۴۔ ابو داؤد/ رقم ۱۷۹۶، ۲۷۹۳، ابن خزیمہ/ رقم ۲۷۹۴
۸۵۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۴۷، ۲۶۶، احمد/ ج ۲، ص ۱۴۱، رقم ۴۹۹۴
۸۶۔ البخاری/ ج ۱، ص ۵۴
۸۷۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۱۱، مسلم/ ج ۴، ص ۸۲
۸۸۔ احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۱۳۴، ۳۴۵، البخاری/ ج ۳، ۳
۸۹۔ احمد/ ج ۳۲، ص ۱۳۴
۹۰۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۶۴، ابوداؤد/ رقم ۲۳۵۶
۹۱۔ زیادات مسند/ ج ۳، ص ۲۷۹، (عبداللہ بن احمد)
۹۲۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۷۳، ۲۷۹
۹۳۔ مالک/ الموطا/ ۱۹۷، البخاری/ ج ۳، ص ۴۴، مسلم/ ج ۳، ص ۱۴۲
۹۴۔ احمد/ ج ۳، ص ۲۳۰
۹۵۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۵۸، ۲۴۵
۹۶۔ احمد/ ج ۳، ص ۲۸۲
۹۷۔ البخاری/ ج ۷، ص ۱۷، احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۲۶۸
۹۸۔ البخاری/ ج ۷، ص ۴۳، مسلم/ ج ۴، ص ۱۷۳
۹۹۔ احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۱۱۰
۱۰۰۔ مسلم/ ج ۴، ص ۱۴۸، احمد/ ج ۳، ص ۱۹۵
۱۰۱۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۶۸، البخاری/ ج ۷، ص ۳۰
۱۰۲۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۶۸، البخاری/ ج ۷، ص ۳۰
۱۰۳۔ احمد/ ج ۳، ص ۲۶۴، البخاری/ ج ۷، ص ۷
۱۰۴۔ مسلم/ ج ۴، ص ۱۷۳، احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۱۰۴، ۲۰۵
۱۰۵۔ البخاری/ ج ۳، ص ۳۵۔ ۸/ ۱۷۳۔ ۷/ ۴۱، الترمذی/ رقم ۶۹۰
۱۰۶۔ احمد/ ج ۳، ص ۲۸۶، ابوداؤد/ رقم ۳۴۵۱
۱۰۷۔ مالک/ الموطا/ رقم ۲۰۳، البخاری/ ج ۳، ص ۸۲، رقم ۱۰۳
۱۰۸۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۳۳، ۲۰۸، ۲۳۲
۱۰۹۔ احمد/ ج ۳، ص ۲۴۳
۱۱۰۔ البخاری/ ج ۳، ص ۲۱۶، مسلم/ ج ۵، ص ۱۶۲
۱۱۱۔ البخاری/ ج ۸، ص ۲۰۶
۱۱۲۔ ابن ماجہ/ رقم ۲۶۸۱، النسائی/ ج ۸، ص ۱۷
۱۱۳۔ مسلم/ ج ۷، ص ۱۵، احمد/ ج ۳، ص ۲۱۸
۱۱۴۔ مسلم/ ج ۶، ص ۱۵، احمد/ ج ۳، ص ۱۱۷، ۱۷۷
۱۱۵۔ البخاری/ ج ۷، ص ۹۱، احمد/ ج ۳، ص ۱۳۰
۱۱۶۔ الترمذی/ رقم ۱۸۵۶
۱۱۷۔ ابن ماجہ/ رقم ۳۲۶۰، الدارمی/ رقم ۲۰۷۶
۱۱۸۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۰۸، رقم ۲۲۵، ابن ماجہ/ رقم ۲۳۰۳
۱۱۹۔ مسلم/ ج ۶، ص ۱۲۲، ابوداؤد/ رقم ۳۷۷۱
۱۲۰۔ احمد بن حنبل/ ج ۳، ص ۱۴۲، ۱۴۳
۱۲۱۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۱۸، البخاری/ ج ۲، ۲۰۲،
۱۲۲۔ الترمذی/ الشمائل/ رقم ۱۹۵
۱۲۳۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۱۸، رقم ۱۴۷، مسلم/ ج ۸، ص ۱۱۰
۱۲۴۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۱۹
۱۲۵۔ احمد/ ج ۳، ۱۱۸، ۲۱۱
۱۲۶۔ مالک/ الموطا/ رقم ۵۷۶، احمد/ ج ۳، ص ۱۱۳
۱۲۷۔ ابن ماجہ/ رقم ۳۱۹۸، البخاری/ ج ۷، ص ۱۹۵
۱۲۸۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۳۴، ۱۸۴، ۲۹۰

۱۲۹۔ عبد بن حمید/ رقم ۱۲۲۲، الجامع/ ج ۲، ص ۱۲۳، رقم ۹۰۶
۱۳۰۔ البخاری/ ج ۷، ص ۲۰۳
۱۳۱۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۶۰
۱۳۲۔ الترمذی/ الشمائل/ رقم ۳۳، ۱۲۶
۱۳۳۔ ابن ماجہ/ رقم ۳۳۴۸، ۳۵۵۶
۱۳۴۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۱۹، ۱۹۲، ابوداؤد/ رقم ۳۸۶۰
۱۳۵۔ ابن ماجہ/ رقم ۳۴۷۹
۱۳۶۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۳۹،
۱۳۷۔ احمد/ ج ۳، ص ۲۵۰
۱۳۸۔ ابن ماجہ/ رقم ۱۴۳۷
۱۳۹۔ احمد/ ج ۳، ص ۲۶۷
۱۴۰۔ البخاری/ ج ۸، ص ۳۷، احمد/ ج ۳، ص ۱۱۹، ۱۷۱
۱۴۱۔ احمد/ ج ۳، ص ۲۶۷، ابوداؤد/ رقم ۴۹۹۸
۱۴۲۔ احمد/ ج ۳، ص ۲۵۲، البخاری/ ج ۸، ص ۵۸، مسلم/ ج ۷، ص ۷۹
۱۴۳۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۱۷، الترمذی/ رقم ۱۹۹۲، ۳۸۲۸
۱۴۴۔ احمد/ ج ۳، ص ۲۱۰، ۱۷۰
۱۴۵۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۳۳، مسلم/ ج ۳، ص ۲۶
۱۴۶۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۲۳، ۲۷۲، مسلم/ ج ۶، ص ۱۱۶
۱۴۷۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۳۱، الدارمی/ رقم ۶۳۹
۱۴۸۔ الترمذی/ رقم ۲۱۶۸
۱۴۹۔ البخاری/ ادب المفرد، رقم ۱۰۸۰
۱۵۰۔ ابن ماجہ/ رقم ۲۸۲۷
۱۵۱۔ ابوداؤد/ رقم ۲۶۱۴
۱۵۲۔ مسلم/ ج ۵، ص ۱۹۶، الترمذی/ رقم ۱۵۷۵
۱۵۳۔ عبد بن حمید/ رقم ۱۳۲۰
۱۵۴۔ احمد/ ج ۳، ص ۲۷۰، مسلم/ ج ۶، ص ۴۵
۱۵۵۔ احمد/ ج ۳، ص ۲۱۹۔۳/ ۲۲۰، ۲۵۷، مسلم/ ج ۵، ص ۱۷۰
۱۵۶۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۸۴، مسلم/ ج ۶، ص ۴۵، الترمذی/ رقم ۳۳۰۰، ۳۲۰۰
۱۵۷۔ احمد/ ج ۳، ص ۲۸۶
۱۵۸۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۷۰، ۱۸۷، البخاری/ ج ۴، ص ۳۰۔۵/ ۱۳۷
۱۵۹۔ احمد/ ج ۳، ص ۲۵۲، ۲۸۸، مسلم/ ج ۵، ص ۱۸۹
۱۶۰۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۰۱، ۱۸۶، البخاری/ ج ۱، ص ۳۰۱
۱۶۱۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۲۲، ۱۴۴، مسلم/ ج ۵، ص ۱۵۹
۱۶۲۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۵۷، مسلم/ ج ۳، ص ۱۰۷
۱۶۳۔ ابن ماجہ/ رقم ۲۷۸۰
۱۶۴۔ دیکھئے الجامع/ ج ۲، ص ۳۴۶، ۳۶۷
۱۶۵۔ احمد/ ج ۳، ص ۹۹، ۱۷۸، ابن ماجہ/ رقم ۴۰۲۷
۱۶۶۔ دیکھئے الجامع/ ج ۲، ص ۳۴۶، ۳۶۷
۱۶۷۔ احمد/ ج ۳، ص ۲۳۰
۱۶۸۔ ایضاً/ ج ۳، ص ۲۵۹
۱۶۹۔ الترمذی/ رقم ۲۳۵۲
۱۷۰۔ ایضاً/ رقم ۲۳۶۲
۱۷۱۔ ایضاً/ ج ۳، ص ۱۲۸، ۳/ ۱۳۴
۱۷۲۔ ایضاً/ ج ۳، ص ۲۱۳
۱۷۳۔ ایضاً/ ج ۳، ص ۱۳۹
۱۷۴۔ احمد/ ج ۳، ص ۱۰۳
۱۷۵۔ جامع المسانید/ رقم ۱۵۹۴، تا ۱۶۱۲
۱۷۶۔ ایضاً/ رقم ۱۶۱۳، ۱۶۷۴